بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اسلام کا دائرہ بے حقیقت

کل بتاریخ ۱۲ ستمبر ۱۹۱۶ء اخبار الفضل مجریہ ۹ ستمبر و ۱۰ ستمبر ۱۹۱۶ء میری نظر سے گذرا۔ اس میں میاں بشیر احمد صاحب نے کفر و اسلام پر مضمون لکھا ہے۔ ایڈیٹر اخبار کی مدح سرائی کے علاوہ خود میاں صاحب موصوف نے اس میں محمودیوں کے طریق عمل کے مطابق تحدی بھی کی ہے۔ خیر ہمیں اس سے تو کوئی غرض نہیں ہم نے حق طلبی کی راہ سے اس مضمون پر ایک نظر ڈالنی ہے۔ افسوس کہ طوالت کے خوف سے سارا مضمون نقل نہیں کر سکتا۔ ورنہ دکھاتا کہ بڑے میاں صاحب کی طرح چھوٹے میاں صاحب بھی کس قدر متضاد باتیں لکھا کرتے ہیں۔

مضمون کی بنیاد خود ان کے لفظوں میں یہ ہے "مضمون اول کے لئے سب سے پہلے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کے واسطے لفظ اسلام اپنے اندر صرف ایک مفہوم رکھتا ہے۔ **یعنی اللہ تعالے اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا**۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کا لفظ **صرف اپنی حقیقت کے لحاظ سے** مستعمل تھا یہی وجہ ہے کہ کوئی قوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے مسلم کے نام سے موسوم نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی کسی مذہب نے آنحضرت سے پہلے اسلام نام پایا" پھر لکھتے ہیں "اس کی وجہ یہی تھی کہ گذشتہ تمام مذاہب بوجہ قیود زمانی اور مکانی کے کامل نہ تھے۔ اس لئے ان پر اسم ذات یا علم کے طور پر اسلام کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ لیکن نبی کریم صلعم وہ مذہب لائے جو ان قیود سے آزاد ہے۔ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت **ہر طرح سے کامل شریعت** ہے۔ اس لئے آپکی بعثت سے یہ تبدیلی واقع ہوئی کہ آپ کا لایا ہوا مذہب نہ صرف حسب دستور سابق اپنی حقیقت کے لحاظ سے اسلام ہوا بلکہ علمیت کے طور پر اس کا نام بھی اسلام رکھا گیا" پھر لکھتے ہیں "گویا آپ کی بعثت کی وجہ سے اسلام کا لفظ **دو معنوں** میں استعمال ہونے لگا۔ ایک وہی پرانے حقیقی مفہوم کے لحاظ سے اور دوسرے بطور علم یعنے اسم ذات کے۔ گویا بجائے ایک کے دو دایرے قایم ہوگئے۔ ایک حقیقت کا۔ دوسرے علمیت کا۔ اب یہ ظاہر ہے کہ علمیت کے دایرہ پر زمانہ کا کوئی اثر نہیں وہ اسی طرح قایم رہیگا جیسا کہ ایک دفعہ ہو چکا یعنی آنحضرت صلعم کی طرف منسوب ہونیوالی قوم ہمیشہ مسلمان کہلائے گی۔ اور جو کوئی بھی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیگا اس دایرہ کے اندر آجائیگا۔ لیکن حقیقت کا دایرہ جو علمیت کے اندر ہے اسکا یہ حال نہیں" پھر لکھتے ہیں "اور اس نے (مسیح موعود نے) مطابق سنت مرسلین پھر حقیقت اسلام کا دایرہ قایم کیا۔ اس لئے اب جو شخص اس کو قبول نہیں کرتا اور اس کی تکذیب کرتا ہے وہ حقیقت اسلام کے دایرہ سے خارج ہے۔ لیکن اگر وہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول پڑھتا ہے تو وہ علمیت کے دایرہ سے خارج نہیں" پھر لکھتے ہیں "اور اگر کوئی یہ کہے کہ اصل چیز تو حقیقت ہے۔ علمیت کا دائرہ کوئی چیز نہیں تو میں اس سے متفق نہیں ہونگا کیا خدا تعالے کی واحدانیت کا قایل ہونا محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین یقین کرنا قرآن کریم کو خدا

www.alahmadiyya.org

کا کلام اور کامل شریعت جاننا اور اسلام جیسے پیارے نام کی طرف منسوب ہونا کچھ بھی نہیں"۔ یہ ہے وہ اصول جس پر میاں صاحب موصوف نے اپنے مضمون کی بنیاد رکھی ہے۔ میرے خیال میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی اس سے بڑھ کر ہتک کسی مسلمان کے قلم سے کبھی نہیں ہوئی میاں صاحب نے اندھیر ہی کر دیا۔ اسلام کے دو دائرے قائم کر کے ایک کو حقیقی اسلام قرار دیا اور دوسرے کو محض عَلَم یعنے برائے نام اسلام قرار دیا جس کے اندر کوئی حقیقت اسلام کی موجود نہیں۔ اسی دوسرے نے حقیقت دائرہ میں کلمہ طیبہ کو رکھ دیا جیسا کہ لکھتے ہیں "اسلئے اب جو شخص اسکو قبول نہیں کرتا اور اسکی تکذیب کرتا ہے (یعنے مسیح موعود کی) وہ حقیقت اسلام سے خارج ہے" گویا کلمہ طیبہ اسلام کی حقیقت سے ایک خارج چیز ہے پھر یہیں تک نہیں اسکی تفصیل بھی خود ہی فرما دی ہے۔ "اور اگر کوئی یہ کہے کہ اصل چیز تو حقیقت ہے۔ عَلَمیت کا دائرہ کوئی چیز نہیں تو میں اس سے متفق نہیں ہونگا۔ کیا خدا تعالےٰ کی وحدانیت کا قائل ہونا محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین یقین کرنا۔ قرآن کریم کو خدا کا کلام اور کامل شریعت جاننا اور اسلام جیسے پیارے نام کی طرف منسوب ہونا کچھ بھی نہیں"

گویا خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین ماننا اور قرآن کریم کو خدا کا کلام اور کامل شریعت جاننا۔ یہ سب حقیقت اسلام سے خارج ہے، میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس سے بڑھ کر اسلام کی توہین اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ہتک اور کیا ہو سکتی ہے اور وہ چیزیں جو اسلام کی جڑھ اور بنیاد ہیں۔ انہی کو کہہ دیا کہ اسلام کی حقیقت سے ہی خارج ہیں چلو چھٹی ہوئی۔ بڑے میاں صاحب نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو اسلام کے دائرہ سے خارج کیا تھا چھوٹے میاں صاحب نے اسلام کو ہی اسلام سے خارج کر دیا۔ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ اول تو یہ دو دائرے ہی عجیب قسم کے بنے ہوئے ہیں۔ ایک تو دائرہ حقیقت اور دوسرا دائرہ عَلَمیت۔ گویا ایک حقیقی اسلام۔ دوسرا غیر حقیقی اسلام۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلعم سے پہلے جو مذہب تھے وہ اپنی حقیقت کی رو سے اسلام تھے۔ گو نام نہ تھا۔ محمد رسول اللہ صلعم کے وقت جب اسلام اپنی کامل شکل میں ظاہر ہو چکا تو اس کا نام اسلام صاف طور پر بتا دیا گیا۔ کیونکہ اب وہ اپنی پوری شکل میں ظاہر ہو چکا تھا خود میاں صاحب بھی مانتے ہیں اور لکھتے ہیں "اور آپ کی لائی ہوئی شریعت ہر طرح سے کامل شریعت ہے۔ اسلئے آپ کی بعثت سے یہ تبدیلی واقع ہوئی کہ آپ کا لایا ہوا مذہب صرف حسب دستور سابق حقیقت کے لحاظ سے اسلام ہوا۔ بلکہ عَلَمیت کے طور پر اس کا نام بھی اسلام رکھا گیا۔ پس اسلام کا نام اسلام بلحاظ اُس حقیقت اور مفہوم کے ہے جو اسمیں موجود ہے۔ اگر وہ حقیقت موجود ہو گی تو وہ نام بھی رہیگا۔ ایک چیز اُسی وقت تک گرم کہلائیگی۔ جب تک اسمیں گرمی موجود ہے اگر گرمی زائل ہو جائیگی تو وہ نام بھی زائل ہو جائیگا۔ کیا میاں صاحب کا یہ مطلب ہے کہ مذہب اسلام کا نام خدا تعالےٰ نے یونہی بے معنی طور پر رکھ دیا ہے۔ جیسے ماں باپ کسی بچہ کا نام نتھو یا چھجو رکھ دیتے ہیں۔ یا کسی حقیقت پر یہ نام رکھا گیا ہے۔ اگر کسی حقیقت پر یہ نام رکھا گیا ہے۔ تو جب وہ حقیقت اسمیں سے زائل ہو جائیگی وہ نام بھی زائل ہو جاویگا۔ اور یہ نام اسی وقت تک اُس پر بولا جائیگا۔ جب تک کہ اس حقیقت کا کوئی نہ کوئی حصہ اس میں موجود ہے مثلاً اسی وقت تک کسی چیز کو گرم کہا جائیگا۔ جب تک کہ اسمیں گرمی کا کوئی نہ کوئی جز موجود ہے۔ جب گرمی بکلی اسمیں سے زائل ہو جائیگی تو اسے ہم گرم ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اگر ذرا بھی اسمیں گرمی محسوس ہو گی تو ہم اُسے گرم کہہ سکتے ہیں۔ آگے گرمی کے مختلف مراتب ہیں۔ کسی میں کم کسی میں زیادہ۔ اسیطرح اسلام کا لفظ اسی وقت تک کسی شخص پر چسپاں ہو سکتا ہے جب تک کہ اسمیں اسلام کی حقیقت کا کوئی نہ کوئی حصہ موجود ہے۔ اور اگر بکلی حقیقت اسلام اسمیں سے زائل ہو چکی ہے تو وہ مسلمان ہرگز نہیں۔ اسلام کا کسی پر بولنے کیلئے کچھ نہ کچھ حقیقت اسلام کی اس کے اندر موجود ہونی ضروری ہے۔ باقی اسلام کے کمال کے مختلف مدارج ہیں کوئی کامل ہے کوئی ناقص ہے۔ کیا یہ کہنا کہ مذہب اسلام کا نام خدا نے بے معنی طور پر رکھ دیا ہے یہ خدائے قدوس کی ہتک نہیں ہے۔ گویا خدا نے یونہی ایک نام رکھ دیا جس کے اندر حقیقت کوئی نہیں یعنے مذہب اسلام دراصل اس نام کا مستحق نہ تھا۔ صرف یونہی نام رکھ دیا گیا۔ جیسے کسی لڑکے کا نام رستم رکھ دیا جائے خواہ وہ بزدل ہی ہو۔ اور اگر اسلام ایک حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کا نام اسم با مسمیٰ ہے تو پھر دائرہ عَلَمیت اور حقیقت ایک ہی چیز ہے۔ وہ نہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ خود ہی تو میاں صاحب لکھتے ہیں کہ

شریعت کامل ہوگئی تو یہ نام رکھا گیا۔ یعنے کسی حقیقت کے ماتحت یہ نام رکھا گیا۔ پھر دائرۂ علمیت کو حقیقت کے دائرہ سے الگ کرنا اور اسکو بڑا اور چھوٹا بنا تا کیا معنی رکھتا ہے جیسا کہ لکھتے ہیں لیکن حقیقت کا دائرہ علمیت کے دائرہ کے اندر ہے گویا جس مذہب کا نام اسلام رکھا گیا ہے اسمیں کچھ تو حقیقت ہے اور کچھ حقیقت نہیں ہے یعنے اس میں کچھ بے حقیقت باتیں بھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جن باتوں کی حقیقت کوئی نہیں وہ لغو ہوا کرتی ہیں تو گویا دائرہ حقیقت اور دائرہ لغویت کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔ خدا نے

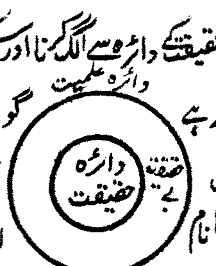

عجب مذہب ہی مکمل کیا۔ بلکہ کچھ لغو اور بے حقیقت باتیں بھی مذہب پر بڑھا دیں۔ پھر وہ لغو اور بے حقیقت بات کیا ہے سنو اور غور سے سنو وہ ہے لا اله الا الله محمد رسول الله (نعوذ باللہ) ان لغو اور بے حقیقت باتوں کی تفصیل کیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی وحدانیت کا قائل ہونا۔ محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین یقین کرنا۔ قرآن کریم کو خدا کا کلام اور کامل شریعت جاننا الخ بقول میاں صاحب۔ یہ سب باتیں دائرہ علمیت میں تو آتی ہیں وہ دائرہ حقیقت میں نہیں آتیں۔ یہ ہے وہ نکتہ معرفت اور راز سربستہ جو میاں بشیر احمد صاحب کے رشحات قلم سے ٹپکا ہے! اور جس پر ایڈیٹر الفضل نے سلطان القلم ابن سلطان القلم کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ سخن فہمی عالم بالا معلوم شد۔ خدا جانے مسیح موعود سے ان لوگوں کو کیوں دشمنی ہے۔ آپ کا جو امتیازی لقب ہے وہ ایک نہایت ہی ردی جگہ استعمال کرکے اسکی شوکت کو خاک میں ملا دیتے ہیں بھلا کہاں مسیح موعود کا پرحکمت کلام۔ کہاں یہ مہمل اور بے تکی تحریر۔ کچھ تو سوچ کر زبان سے کلمہ نکالنا چاہئے۔ کہ یہ زد کہاں جا کر پڑیگی! الغرض یہ دو دائرے علمیت اور حقیقت اسلام کے خدا جانے ہمارے چھوٹے میاں صاحب کو کہاں سے سوجھ گئے۔ ورنہ اس سے بڑھ کر بےمعنی بات کیا ہو سکتی ہے کہ اسلام ایک تو حقیقت ہے اور دوسرا ایک نام ہے۔ جس کے اندر حقیقت کوئی نہیں۔ گویا جب اسلام کا لفظ بولا جاوے تو مخاطب پہلے سوچے کہ یہ کونسا اسلام ہے۔ آیا وہ جس کے اندر حقیقت ہے، یا وہ جس کے اندر حقیقت نہیں۔ یا یوں سمجھو کہ یہ لفظ کبھی تو اپنے معنوں معنوں پر بولا جاتا ہے۔ اور کبھی بے معنی بولدیا جاتا ہے۔ مگر جب لفظ کے معنے ہی کوئی نہیں تو اس کا مفہوم ہی کچھ نہیں ہو سکتا۔ شاید یوں کہدیا جاوے کہ جب بے معنی بولا جاتا ہے تو گو حقیقت سے تو الگ ہو جاتا ہے مگر اصطلاح میں اس سے یہ مراد لیلی جاتی ہے کہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانا۔ انکو خاتم النبیین ماننا خدا کو واحد جاننا۔ قرآن کو کامل کتاب ماننا وغیرہ وغیرہ تو پھر کولھو کے بیل کی طرح وہیں آن پہنچے کہ ان چیزوں پر ایمان لانا اسلام کی حقیقت کے دائرہ میں داخل نہ ہوا۔ اب فرمائیے اس سے بڑھ کر خدا اور رسول اور قرآن کی ہتک اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ معاذ اللہ ان چیزوں کو حقیقت اسلام سے ہی خارج قرار دیدیا جاوے۔ نہ معلوم میاں صاحب نے کیسی عجیب بھول بھلیاں تیار کی ہیں کہ ایک طرف تو پہلے نبیوں پر ایمان لانے کو اسلام کی حقیقت فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں "نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کے واسطے لفظ اسلام اپنے اندر صرف ایک مفہوم رکھتا ہے یعنے اللہ تعالےٰ اور اسکے رسولوں پر ایمان لانا۔ یا بالفاظ دیگر کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کا لفظ صرف اپنی حقیقت کے لحاظ سے مستعمل تھا مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے بے حقیقت در یا بُرد ہو جاتی ہے۔ آپ پر ایمان لانے کو دائرۂ حقیقت سے خارج تحریر فرماتے ہیں جیسا کہ اوپر حوالے بار بار نقل کر چکا ہوں۔ گویا آنحضرت سے پہلے رسولوں پر ایمان لانا اسلام کی حقیقت میں داخل تھا۔ مگر آپ کی بعثت پر آپ پر ایمان لانا اسلام کی حقیقت سے خارج ہو گیا۔ یہ خوب عزت آنحضرت صلعم کی ہوئی۔ ایک شخص آپ پر ایمان لاتا ہے۔ مگر وہ صرف دائرہ علمیت میں داخل ہوتا ہے دائرہ حقیقت میں داخل نہیں ہوتا۔ گویا آپ پر ایمان لانا ایک بے حقیقت فعل ٹھیرا۔ آپ سے پہلے تو رسول پر ایمان لا کر لوگ دائرہ حقیقت میں حقیقت میں داخل ہو جایا کرتے تھے مگر آپ پر ایمان لا کر دائرہ حقیقت میں داخل نہیں ہو سکتے صرف دائرۂ علمیت میں ہی رہتے ہیں کاشکہ میاں صاحب دائرۂ حقیقت کی تفصیل کر دیتے۔ تاہم بھی سنتے کہ اسلام کی وہ کیا مخفی حقیقت ہے جو میاں صاحب کے دماغ میں محفوظ ہے ممکن ہے میاں صاحب فرماویں کہ ہم بتا چکے ہیں کیونکہ ہمنے لکھدیا ہے اور اسنے (مسیح موعود نے) مطابق سنت مرسلین پھر حقیقت اسلام کا دائرہ

قائم کیا۔ اسی لئے اب جو شخص اسکو قبول نہیں کرتا اور اسکی تکذیب کرتا ہے وہ حقیقت اسلام کے دائرہ سے خارج ہے تو گویا یہ ثابت ہوا کہ مسیح موعود پر ایمان لانا حقیقت اسلام ہے۔ مگر کیا عجیب بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لانا تو حقیقت اسلام سے خارج ہے۔ مگر مسیح موعود پر ایمان لانا عین حقیقت اسلام ہے۔ اس سے بڑھ کر ہتک آنحضرت صلعم کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ محمد رسول اللہ کو یہ بات نصیب نہیں ہوئی۔ کہ ان پر ایمان لانا حقیقت اسلام ٹھہرتا حالانکہ آپ سے پہلے تمام مرسلین کو اور آج بھی نئے رسول مسیح موعود کو یہ بات حاصل ہے کہ ان پر ایمان لانا حقیقت اسلام ہے ممکن ہے کہ اس کا جواب اس طرح دیدیا جاوے کہ مطلب شاعر در بطن شاعر ہے کہ مسیح موعود سے پہلے تو بیشک محمد رسول اللہ پر ایمان لانا حقیقت اسلام تھا۔ مگر اب نہیں۔ کیونکہ مسیح موعود اس زمانہ کا رسول ہے۔ اس لئے اس کا انکار حقیقت اسلام سے خارج کردیتا ہے۔ اب محمد رسول اللہ پر ایمان لانا حقیقت اسلام میں داخل نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ زمانہ گذر چکا۔ اب رسول زمانہ کی کرسی سے ان کو اتار کر ان کی جگہ مسیح موعود کو بٹھا دیا گیا ہے۔ اسلئے مسیح موعود پر ایمان لانا حقیقت اسلام ہے۔ اور محمد رسول اللہ پر ایمان لانا خارج از حقیقت ہے، تو پھر یہ صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے؟ یہ دائروں کی بھول بھلیاں کیوں بنائی ہیں۔ رونا تو اسی بات کا ہے کہ اس زمانہ کا رسول محمد رسول اللہ کو نہیں سمجھا جاتا ورنہ کیا وجہ ہے کہ ان پر ایمان لانا حقیقت اسلام کے دائرہ سے خارج ہے چھوٹے میاں صاحب نے کالم کے کالم سیاہ کر کے بنایا کیا؟ اسی بات کو جو بڑے میاں صاحب کے دماغ کی اختراع کردہ ہے ایک نئے رنگ میں پیش کر دیا۔ مگر ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش من انداز قدت را مے شناسم

پھر محمد رسول اللہ صلعم سے تو بھلا ایک قسم کی رقابت سہی ان پر ایمان لانے کو خارج از حقیقت اسلام کر کے بڑے بن جاؤ مگر خدا کی توحید اور قرآن کریم کے کتاب اللہ ہونے نے محمودیوں کا کیا بگاڑا تھا جو ان پر ایمان لانے کو بھی خارج از حقیقت اسلام قرار دے دیا۔ مسیح موعود کو اگر زمانہ کا رسول بھی تسلیم کر لیا جائے تو بہرحال انہوں نے خدا کی توحید ہی لوگوں کو پہنچائی تھی ان کی کتاب بھی قرآن ہی ہے۔ چلو مان لیا کہ وہ آسمان سے دوبارہ لائے۔ اور اب محمد رسول اللہ کا نعوذ باللہ حق نہیں کہ وہ کہیں کہ یہ وہ قرآن ہے جو مجھ پر نازل ہوا تھا۔ کیونکہ وہ تو آسمان پر چلا گیا تھا جسے اب دوبارہ مسیح موعود لائے ہیں۔ لیکن بہرحال کم سے کم یہ دونوں چیزیں تو حقیقت اسلام کے دائرہ کے اندر رہنی چاہئے تھیں مگر نہیں جب خارج کرنے لگے تو پھر ایک دو کیا سرے سے سب کو ہی خارج کر دیا ؎

رونے پہ جو آئیں تو دریا ہی بہا دیں شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا

مجھے میاں صاحب کے اس مضمون پر ایک مصرع یاد آ گیا ہے۔ جو ان کے حسب حال ہے۔ اور ان کے تمام مضمون کا جواب ہے۔ کہ ؏

یکے بر سر شاخ و بن مے برید

خدا رحم کرے جو اصول ہمارے چھوٹے میاں صاحب نے قائم کیا ہے میں حیران ہوں کہ اسکی لغویت پر کہاں تک لکھوں جس پہلو سے اٹھا کر دیکھو بالکل مہمل اور بے معنی ہے۔ جتنا لکھ چکا ہوں یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔

اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است

اگر اسکی کوئی نئی تشریح میاں صاحب موصوف نے فرمائی تو پھر غور کر لیا جائیگا + والسلام

خاکسار بشارت احمد ۱۳ دسمبر ۱۹۱۶ء

مطبع [illegible] پریس [illegible]